سوال نمبر ۸ (08)

۱ اجماع (اتفاق رائے)

۱ تعارف:

اجماع کا لفظ (جمع) سے ماخوذ
ہے جس کا معنی ہے اکٹھا ہو جانا، متفق ہو جانا،
شرعی مسئلے پر متفق ہو جانا۔ اجماع یعنی
اتفاق رائے اس امت کیلئے دین محمد کا
ایک خاص تحفہ ہے۔ ہر دور کے مختلف مسائل
ہوتے ہیں اور اسلام ایک مکمل دین ہونے
کی خاطر تاقیامت ہر طرح کے مسائل
کا جواب رکھتا ہے۔ اسلام صرف ایک
مخصوص مدت اور ایک خاص طبقے پر
نازل نہیں ہوا بلکہ آپ کی نبوت سے
لے کر تاقیامت یہ دین سب کے لئے ایک
کامل دین رہے گا۔ ہر مسئلے کا حل یا تو
قرآن سے کیا جاتا ہے یا تو آپ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارکہ زندگی
اور احادیث سے کیا جاتا ہے یا تو اجماع یا تو
قیاس یا پھر اجتہاد سے۔ اجماع میں
دور حاضر کے تمام علماء جو اجماع کی
اہلیت رکھتا ہو اپنی رائے قرآن و حدیث
کی روشنی میں بروئے کار لاتے ہوئے
مسئلے کا حل ڈھونڈنے پر تجاویز پیش کی جاتا ہے
اور سب کا اگر اس ایک جواب پر اتفاق
رائے ہو تو اس پر اجماع کیا جاتا ہے۔
مختصراً اجماع امت محمدیہ کیلئے نہایت
اہمیت کی حامل ہے۔ اس سے امت کی وحدت
اور مسائل پر ایک ساتھ اکٹھا ہونا اتحاد

کا درس دیتا ہے۔

اجماع کی بنیاد:

اجماع کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ:

وشاورھم فی الأمر (آل عمران)

ترجمہ: اور مسئلوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کر لیں۔

بالا مذکورہ آیت مبارکہ سے اجماع کی بنیاد اور اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام میں اس کی اس شد طریقے سے حکم آیا ہے کہ اس کو عملی زندگی میں لائی جائے۔ اسی طرح اللہ کا فرمان ہے کہ:

وأمرھم شوریٰ بینھم (الشوریٰ)

ترجمہ: اور ان کے باہمی فیصلے ایک دوسرے کے ساتھ مشورے پر مبنی ہوتے ہیں

(ب) امام غزالی کے مطابق اجماع:

امام غزالی فرماتے ہیں کہ اجماع امت محمدیہ کا کسی شرعی مسئلے پر متفق ہوجانے کو کہتے ہے۔

(ج) ارکان اجماع:

اجماع کیلئے ضروری ہے کہ

Date: 3 Day:

مندرجہ ذیل ارکان موجود ہو:

i مجتہدین کی جماعت ہو۔

اجماع کے لئے کسی عام لوگوں کی ضرورت نہیں یا دوسرے مکتبہ فکر سے اجماع نہیں کی جاسکتی بلکہ اجماع کسی ایسی جماعت سے صادر ہو سکتی ہے جنہیں قرآن و حدیث، علم فقہ و سنت کا علم ہو اور وہ گروہ مجتہدین کا ہو تب ایسی گروہ کسی مسئلے کے حل کیلئے ایک ساتھ ہو سکتے ہیں اور جواب ڈھونڈھ سکتے ہیں۔

ii شرعی مسئلے پر اتفاق ہو۔

اجماع کے لئے ضروری ہے کہ مجتہدین کی نشست ایک شرعی مسئلے کو لیکر ہو نہ کہ کوئی اور مسئلہ۔

iii قولی / عملی اتفاق:

اجماع کے مختلف اقسام ہیں اور وہ اقسام سارے مسائل پر احاطہ کرتی ہے۔ مجتہدین کا کسی بھی شرعی مسئلے کو لیکر ان کا اجماع کرنا قولی رائے سے صادر ہوئی ہے یا کہ عملی۔

iv ایک وقت میں متفق ہو

سارے مجتہدین کا اسی وقت میں متفق ہونا ضروری ہے اگر اس گروہ میں اسی دوران کچھ مجتہدین اتفاق رائے نہیں کرتے تو اسے اجماع نہیں کہا جا سکتا۔

v اجماع سب پر لازم:

مجتہدین کا کسی بھی شرعی مسئلے پر کسی ایک حل پر جب اجماع ہو تو اس

Date: 4 Day:

عمل کرنا سب پر لازم ہے۔

خلاصہ:

اجماع کا امت محمدیہ میں اور دور حاضر میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کوئی گروہ، بڑی جماعت یا مذہب کا بغیر باہمی مشاورت کا ایک ساتھ چلنا ممکن نہیں ویسے ہی دین اسلام میں اجماع ہے جو ہر طرح کے شرعی مسائل پر احاطہ کرتی ہے۔ مجتہدین کا ایک گروہ کا اس شرعی مسئلے پر اتفاق رائے رکھنا اجماع کہلاتا ہے۔

(ب) **اسلام میں امن:**

تعارف:

اسلام ایک ایسا دین ہے جو کہ امن کا علمبردار ہے۔ دور جہالت کا خاتمہ اس دین مبارکہ سے ہوا۔ اسلام نہ صرف اپنے ماننے والوں کیلئے امن کا دین ہے بلکہ انہیں دوسرے ادیان اور پوری انسانیت سے امن و خوشحالی کے روابط و رشتے قائم کرنے کا قائل دین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام میں موجود امن اپنی سیرت مبارکہ سے سکھلایا اور بتایا کہ ہر مومن کے دل میں دوسروں کی خیر خواہی رکھنا ہی اسلام ہے۔ اسلام رنگ ونسل و ذات سے ماورای دین ہے۔ ہر طرح کے لوگوں کیلئے اسلام میں مساوات اور امن کا درس ملتا ہے۔

امن کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ:

امن سے مراد "سکون و اطمینان" کا ہے اور اصطلاح میں امن سے مراد ایسا معاشرہ، ایسا نظام اور ایسا فرد جس سے دوسرے لوگ خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو، محفوظ ہو اور پرامن ہو۔

قرآن میں امن کا پیغام:

قرآن کریم جو کہ امن کے پیغام دینے سے بھری ہوئی کتاب ہے۔ قرآن وہ واحد کتاب ہے جو بلا رنگ و نسل دنیا کے سارے اقوام اور لوگوں کیلئے امن کا حامی ہے۔ ارشاد ربانی ہے قرآن شریف میں:

واللہ یدعوا إلی دار السلام

ترجمہ:
اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔

حدیث میں امن کا پیغام:

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جگہ جگہ امن کا پیغام اور درس دیا ہے کبھی زبانی درس دینے کے کی جگہوں میں ہتک برداشت کرتے رہے اور کبھی کچھ ناسمجھ لوگوں کے ہاتھوں زخم کھاتے رہے اور کبھی خود اپنی عملی زندگی سکھلانے کی خاطر کہ اسلام ہر پہلو میں امن کا پیغام

ہے طائف سے لہو لہان ہو رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون

من لسانہ و یدہ۔

ترجمہ:

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

خلاصہ:

اسلام امن کا دوسرا نام ہے۔ اس کی تائید قرآن پاک، احادیث مبارکہ اور خلفاء راشدین کی زندگی سے اور زیادہ عیاں ہوتی ہے کہ اسلام دوسرے ادیان اور مذاہب کے برعکس امن کا سب سے بڑا علمبردار رہا ہے۔ اسلام میں امن کا ہونا صرف قولی محمل میں شامل نہیں بلکہ عملی اعمال کا بھی اتنا ہی ضروری حصہ ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بار بار اور جگہ جگہ امن کی تائید کی اور اپنی امت کو بھی یہ لازم قرار دیا کہ دوسرے اعمال کی طرح مسلم سے دوسرے لوگوں کا پرامن رہنا بھی ایمان کا حصہ ہے۔

سوال نمبر: 03

تعارف:

اسلام عدل و احسان کا نام اور اسلامی معاشرے عدل و انصاف اور احسان کا پیکر ہے۔ اسلامی تعلیمات فرد سے لیکر امت کے پورے مجموعے تک احاطہ رکھتا ہے۔ ہر فرد اپنی بساط تک عدل و انصاف اور احسان کے محتسب ہونگے۔ اسلامی معاشرہ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مثالی حکومت بنائی جس میں عدل و انصاف اور احسان سے بڑھ کر حضرت عمرؓ کا بیٹا بھی نہ ہو سکا۔ ایسا معاشرہ جس میں بلا تمیز لوگوں کی خدمت کی جاتی ہو جس میں حکمران اور رعایہ دونوں برابر ہو۔ اسلام ایک ایسے معاشرے کا خواہاں داعی ہے۔

عدل و انصاف اور احسان کا لفظی معنیٰ و اصطلاحی معنیٰ:

عدل کے لفظی معنی ہے برابری کا توازن ہر چیز کو درست مقام پر رکھنا، جبکہ انصاف کا معنی ہے آدھا آدھا کرنا، برابری کا سلوک کرنا، اور احسان سے کا لغوی مراد ہے معنی ہے بھلائی کرنا احسان کرنا، اچھائی کرنا۔ اصطلاحی معنی عدل و انصاف اور احسان کے ایک ایسے مثالی معاشرے کا قیام ہے جو اس میں موجود ہر طرح

کہ لوگوں کے لئے برابری، مساوات اور بھلائی کا گہوارہ ہو۔ اسلامی معاشرے میں یہ تینوں عناصر ستون کی مانند ہوتی ہے۔

قرآن میں عدل وانصاف اور احسان کا حکم:

قرآن کریم اسلامی معاشرے کی ارتقاء کیلئے اخلاقی اور تربیتی اصلاحی درس بار بار دیتا ہے کیونکہ کوئی بھی معاشرہ ارتقاء تک پہنچنے کیلئے شروعات ایک فرد کی تبدیلی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إن اللہ یامر بالعدل والاحسان

ترجمہ:
بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

حدیث کی روشنی میں عدل وانصاف اور احسان کی ضرورت ایک اسلامی معاشرے کی ارتقاء کے لئے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ہر امتی کو عدل وانصاف اور احسان کا سوچ

رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناساعد حالات میں عدل و احسان اور انصاف نہ چھوڑنے کا درس دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

المقسطون علی منابر من نور عند اللہ

ترجمہ:

عدل کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک نور کے منبروں پر براجمان ہوں گے۔

مذکورہ بالا حدیث مبارکہ بھی عدل و انصاف کی فضیلت اور اہمیت کے بارے میں بتا رہا ہے کہ ایک اسلام معاشرے میں عدل و انصاف اور احسان کا ہونا بھی کتنا ضروری اور فضیلت والی عمل ہے۔

اسلامی نظام عدل و انصاف اور احسان:

اسلامی نظام میں عدل و انصاف اور احسان کے علاوہ جیسے عناصر کا اسلامی معاشرے میں مختلف پہلو کا نمایاں پہلو ہوتا ہے۔ ہر پہلو کا مختصراً تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

Date: 15 Day:

اسلامی نظام عدل و انصاف اور احسان:
اسلامی معاشرے کی ارتقاء کیلئے مندرجہ ذیل نظام نمایاں ہیں:

i اسلامی عدالتی نظام:
اسلام معاشرے میں نظام عدالتی، محتسب عدالتیں اور شریعت بطور قانون نافذ ہو ان عدالتوں میں۔ لوگوں کو بلا تمیز اسلامی عدالتی نظام کی نعمت حاصل ہو۔ اسی تناظر میں میں ارشاد ربانی ہے کہ:

یٰداود إنا جعلنٰک خلیفۃ
فی الارض فاحکم بین
الناس بالحق.

ترجمہ:
اے داؤدؑ بے شک ہم نے آپ کو زمین میں جانشین بنا کر بھیجا۔ پس آپ لوگوں کے مابین حق کا فیصلہ کریں۔

ii سماجی عدل و انصاف اور احسان:
اسلامی معاشرے میں عدل و انصاف ذاتی زندگی سے شروع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا دور ہجرت سے قبل اسی کا شاہد ہے۔ اسی طرح عدل و انصاف اور

احسان چاہئے انکی زندگی میں بھی ضرور
ہونا چاہئے۔ اسلامی معاشرہ جس
طرح سے لوگوں کے مابین محبت اور صلہ رحمی
کا درس دیتا رہتا ہے۔

iii اسلامی نظام میں مثالی طرزِ حکمرانی:

اسلام حکمرانوں کو بھی حکم دیتا ہے کہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ عدل و انصاف اور احسان کے ساتھ برتاؤ کریں۔

iv اسلامی نظام ایک فلاحی ریاست:

اسلامی نظام اور معاشرہ ایک فلاحی نظام کی طرح کام سرانجام دیتا ہے جس میں سب ایک دوسرے سے باہمی میل میلاپ کی بنا پر آزادی رکھتا ہو۔ اسلامی ریاست عوام کے لئے عدل و انصاف اور احسان کا منبع ہو۔

خلاصہ:

اسلامی معاشرے کی ارتقاء کے لئے عدل و انصاف اور احسان نہایت ہی زیادہ اہم اجزاء ہے۔ ان تینوں اجزاء کے بغیر معاشرہ اور فرد اندرونی محض ایک کھوکھلا سا جسم ہوگا۔ اسلامی معاشرے کی اہمیت آیات مبارکہ اور احادیث مبارکہ سے واضح کی گئی ہے۔ ایک معاشرے کیلئے بھائی چارہ، خود سے بڑھ کر دوسرے کیلئے خیر کا سوچنا اور بالخصوص قربانی کا عنصر اشد ضروری

ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد دینی
ان جیسی عناصر پر مبنی ہے جس میں
ہر نسل و مذہب کے لوگوں کیلئے وہ
معاشرہ امن کا گہوارہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر: 05

تعارف:

دورِ جاہلیت میں عورتوں کو
جائیداد اور اپنی ملکیت سے محروم رکھا جاتا
ہے۔ خواتین کا سماجی کردار مجروح
ہوتا تھا۔ انہیں حقوق کے ایام میں دور
~~رکھتے~~ رکھا جاتا تھا حتیٰ کہ اپنی زندہ
بیٹیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔ جب
اسلام کا ظہور ہوا آپ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کو نبوت ملنے سے، اسلام
نے پہلی بار اس دنیا میں سب سے زیادہ
حقوق خواتین کے رکھے۔ ان کی عزت ایمان
کا حصہ بنا دیا۔ والدہ کی شکل میں جنت
ان کے قدموں تلے رکھ دیا۔ بیٹیوں کی شکل
میں انہیں رحمت کہا گیا۔ اللہ تعالیٰ
اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے قرآن اور احادیث میں بار بار
ان کے حقوق کے بارے تنبیہ کیا ہے۔ اسلام
عدل و انصاف کا درس ہے جس میں جنس
کی بنیاد پر نفرت کو بالکل نفی کرتا ہے۔
اسلام ہی ساری ادیان سے زیادہ خواتین
کی حقوق کا قائل اور حامل ہے۔

عورتوں کے بنیادی حقوق :

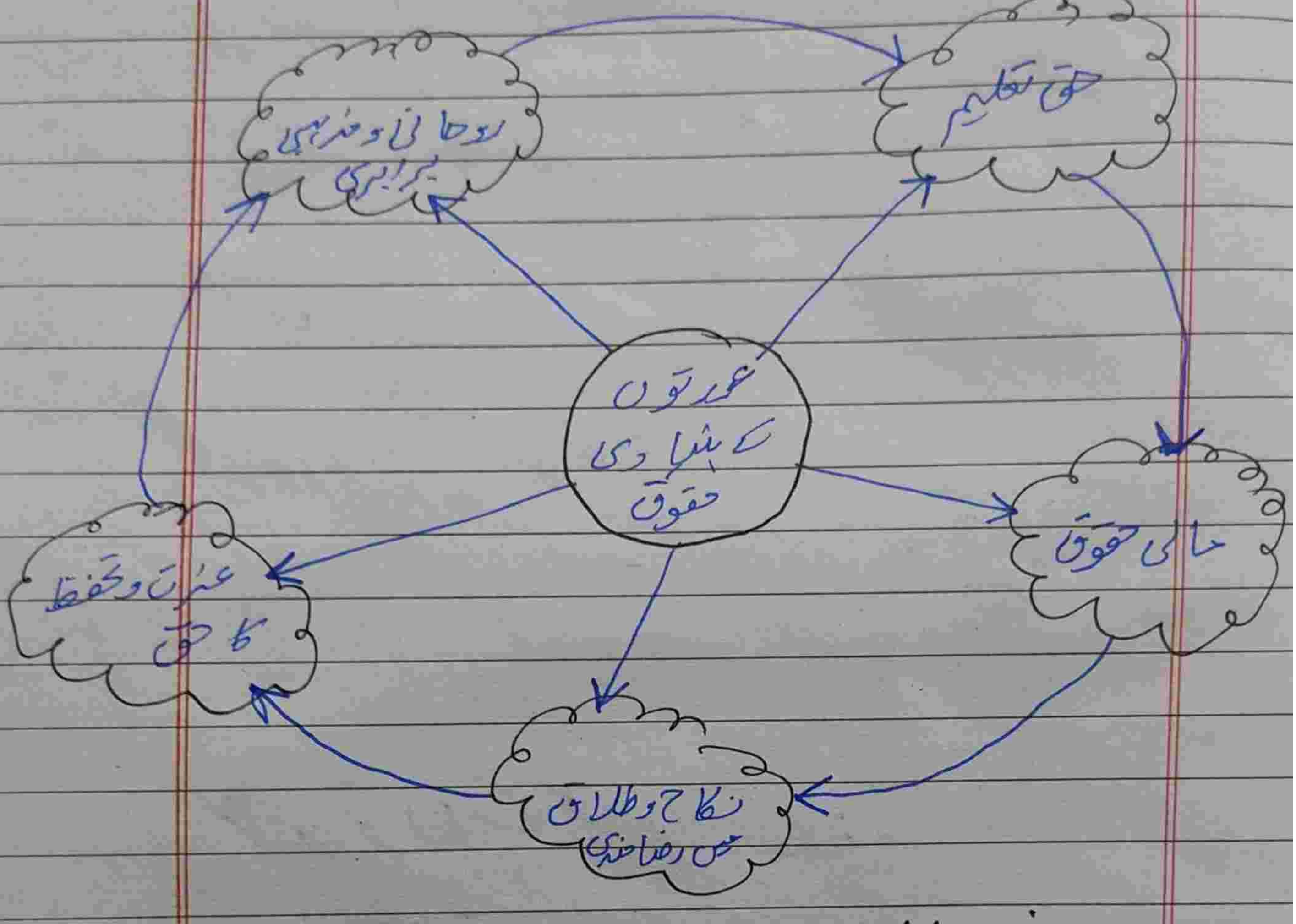

i. روحانی و مذہبی برابری:

اسلام میں مرد و عورت دونوں کے اللہ تعالیٰ کی بندگی میں جزا و سزا میں برابر ہے۔

ii. تعلیم کا حق:

اسلام میں مرد و عورت دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے کہ تعلیم حاصل کریں۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے

معاشی و مالی حقوق:

عورتوں کو مردوں کی طرح جائیداد رکھنے، تجارت کرنے اور وراثت لینے کا حق حاصل ہے۔

نکاح و طلاق میں رضامندی:

عورت کو شادی کے فیصلے میں پوری اختیار حاصل ہے۔ چاہے وہ اپنی رضا سے کسی مرد کو نکاح میں قبول کرے یا نہیں۔

عزت اور تحفظ کا حق:

اسلام نے عورت کی عزت اور عصمت کو مقدم رکھا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے پردہ کے سخت احکامات بھی دیئے ہیں۔

عورتوں کے فرائض:

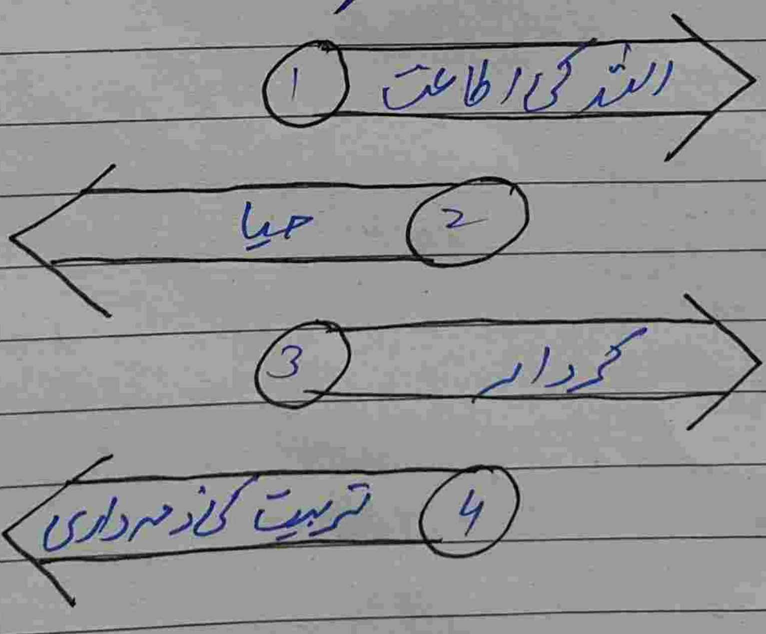

اللہ کی اطاعت:

عورت پر عائد ہے کہ وہ اللہ کی بندگی نماز، روزہ اور دیگر عبادات سرانجام دیں۔

xi حیا کی پاسداری:
عورت کو لباس، گفتار اور کردار میں حیا اختیار کرنے کا حکم ہے جیسے کہ مردوں کو۔

xii گھریلو اور معاشرتی کردار:
اسلام میں ماں، بیوی، بیٹی اور بہن محض رشتے نہیں بلکہ اسلام نے ان رشتوں میں عزت رکھا ہے اور ان کے کردار و میں محبت اور اخلاص اہم فرائض ہیں۔

xiii علم و تربیت کی ذمہ داری:
عورتوں کو نہ صرف خود خواندہ ہونا چاہیئے بلکہ اپنی اولاد کو بھی تربیت دینے کا ذمہ ان کے کندھوں پر رکھا ہے۔

خلاصہ:
اسلام محض ایک فلسفہ اور نظریہ کے طور پر جزیرہ عرب میں نہیں ابھرا بلکہ انسانی حقوق کا ایک اصول نظام اپنے ساتھ لے کر آیا۔ اسلام رشتوں میں حقوق اور مساوات کا حامل، اسلام عبادات میں حقوق اور مساوات کا حامل اور اسلام ذمہ داری اور فرائض میں بھی بلاتفریق کے حقوق و مساوات کا حامل رہا ہے۔ اسلام نے خواتین کے حقوق دیئے ہیں۔ اسلام ہی (Women Empowerment) کرنے والا واحد دین ہے۔

سوال نمبر: 06

تعارف:

اسلام محض ایک مذہب نہیں ہے بلکہ دین ہے اور نہ ہی اسلام کسی خاص مکتبہ فکر کیلئے مخصوص ہے بلکہ دنیا بھر میں موجود لوگوں، نظام اور ممالک کیلئے قاعدہ کلیہ ہے۔ آدم پر نبوت کے ظہور سے آپ ﷺ کی وصال تک اللہ تعالیٰ نے اس دین کا تکمیل کر کے سارے جہاں کے نظام اور لوگوں کے لئے کامیابی کا وسیلہ بنا دیا۔ اسلامی تعلیمات ہی پاکستان کے نظام با مخصوص نظام احتساب کو مضبوط بنا سکتا ہے۔ دین محمدیہ میں حکمران اور رعایہ دونوں کے لئے ایک ہی پیمانہ ہے اور وہ تقویٰ۔ اسلامی نظام میں کوئی بھی فرد اسلامی قوانین سے ماورا ی نہیں۔ حتیٰ کہ جناب اکرم رسول ﷺ خود ہر عمل کا بھر پور احتساب کرتا تھے۔ پاکستان میں احتساب کے بڑے مسائل کو اسلامی تعلیمات جیسے تقویٰ، دیانتداری اور خوف من اللہ سے ہی ختم کیا جا سکتا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور یہ وہ دوا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری اور مرض کا شفا رکھا ہے۔

اسلامی تصورِ احتساب:

i. تقویٰ پر مبنی خود احتسابی:

اسلامی نظام میں تقویٰ پر ہی سب کچھ کا معیار ہوتا ہے اور خود احتسابی ہی سب اعلیٰ اور مکرم ہے اللہ کا نزد-

ii. ریاستی احتساب کا عملی نمونہ: (خلفاء راشدین):

خلفاء راشدین و مجددین نے جو ایک مثالی اور اصول زندگی اور طرزِ حکومت گزاری وری اس نیت کو احتساب کا اصل اور حقیقی معنی سکھایا۔

iii. مساوات قانون:

اسلام میں کسی کو کسی دوسرے پر برتری حاصل نہیں مگر تقویٰ کے۔ خطبہ حجۃ الوداع اس کی تفسیر ہے

پاکستان میں اسلامی اصولوں پر مبنی احتساب کیسے ممکن ہو؟

i. قانون کی بالادستی:

قانون سب کے لئے ہو کوئی بھی قانون سے ماورا نہ ہو تاکہ سب ہی احتساب کے احاطے میں آجائے

ii. شفافیت اور جوابدہی:

شفافیت اور جوابدہی کی ہی احتساب کے خاص عناصر ہیں۔ جو کرپشن کو روکنے میں مدد دیتی ہے

خود احتسابی: ۲۲۲

خود احتسابی اگر ہو اللہ
کو حاضر ناظر جان کر تو احتساب کا عمل
سرانجام ہو جاتا ہے۔

میرٹ اور انصاف: ۷ خ

جس کا حق ہو اسی کی
کرسی ہو۔ کوئی کسی سفارش کو
میرٹ سے اوپر / بالادست نہ کریں۔

خلوص نیت اور دیانتداری۔ ۷

خلوص نیت اور دیانتداری
سے احتساب کا عمل مزید سہل ہو جاتا
ہے۔

خوف من اللہ: ۷

خلاصہ: